# فرائیڈے دی ٹینتھ کے دو نشان اور قوم کی ہدایت کے لئے دعا کی نصیحت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ / جون ۱۹۸۵ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ سال کے آخر پر سفر یورپ کے دوران اللہ تعالیٰ نے جو کشفی نظارہ دکھایا تھا جس میں جمعہ کے روز ایک ڈائل کی شکل میں ''10'' کا ہندسہ چمکتا ہوا اور نبض کی طرح دھڑکتا ہوا دکھایا گیا تھا اور اُس پر میں یہ کہہ رہا تھا کہ Friday the 10th ۔ باوجود اس علم کے یہ ''10'' وقت کا ہندسہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے تصرف کے تابع زبان سے یہی فقرہ جاری ہوا Friday the 10th اس کی جماعت کی طرف سے تشہیر بھی کی گئی اور اندازے بھی لگائے گئے کئی قسم کے خطوط آئے اور 10 / مئی جو جمعہ کا روز تھا اس پر جماعت نگاہیں لگائے بیٹھی رہی لیکن اس روز کچھ نہیں ہوا اور اطلاعات کے مطابق بعض علماء نے یہ کہا کہ اب ہم ۱۷/ مئی کو اس کچھ نہ ہونے کا جشن منائیں گے لیکن اس کے بعد بھی ایک جمعہ آنے والا تھا جو رمضان المبارک کا پاکستان کے لحاظ سے دسویں رمضان المبارک کا جمعہ بنتا تھا اور جیسا کہ بعض دوسرے احباب کو بھی اللہ تعالیٰ نے چاند کی 10 کی خبر دی تھی اور مجھے اطلاعیں دے چکے تھے اس لئے ہمیں اس کا انتظار تھا دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس تاریخ کو اپنی کیا تجلی دکھاتا ہے؟

چنانچہ دس کی صبح کو جو خبریں آنی شروع ہوئیں تہجد کے وقت سے اس کے متعلق میں پہلے

جماعت کو اطلاع دے چکا ہوں اور گزشتہ کسی خطبہ میں میں نے یہ بتایا تھا کہ میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا نشان ایک رنگ میں اس روز پورا ہو گیا لیکن بعد کی جو آنے والی اطلاعیں ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک رنگ والی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی یہ بیان فرمودہ خبر پوری ہوئی اور اس کے اور بھی بہت سے پہلو سامنے آئے ہیں۔ چنانچہ جو اطلاعیں ہمیں ملی تھیں وہ تو احباب جماعت کراچی کی طرف سے اس وقت کی اطلاعیں تھیں لیکن بعد کے اخبارات کے جو تراشے موصول ہوئے ہیں نہ صرف یہ کہ ان سے اس خبر کی غیر معمولی اہمیت واضح ہوتی ہے اور اس واقعہ کا غیر معمولی پن بھی واضح ہوتا ہے بلکہ ایسے لوگ جو احمدیت کے شدید معاند ہیں ان کے منہ سے اللہ تعالیٰ نے یہ اقرار کروایا کہ یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں، یہ کوئی حادثاتی بات نہیں بلکہ خدا کی طرف سے یہ ایک بڑی بھاری تنبیہ ہے اور اس کے علاوہ پاکستان کی شمالی سرحد پر بھی ایک واقعہ رونما ہوا جس کو غیر معمولی اہمیت دی گئی اور اسے بھی ایک آنے والے خطرے کے نشان کے طور پر پیش کیا گیا اور یہ واقعہ بھی دس جمعۃ المبارک رمضان شریف ہی کو ہوا۔

چنانچہ جو اخبار کے تراشے آئے ہیں ان میں اس موضوع پر بڑے بڑے مضامین چھپے ہیں، شہ سرخیاں جمائی گئی ہیں اور بتایا گیا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی غیر معمولی اور نہایت ہی خوفناک واقعہ تھا۔ ’’جنگ لنڈن‘‘ نے تو یہ خبر اس سرخی کے تابع شائع کی کہ کراچی میں طوفان کے خطرے نے افراتفری مچادی۔ ساحلی علاقوں کے لوگوں کی بڑی تعداد گھروں سے نکل بھاگی۔ ’’ڈان‘‘ (Dawn) نے شہ سرخی جمائی ’’Cyclone Threat‘‘ اور اس پر ایک لمبی خبر شائع کی جو ایک صفحہ پر نہیں بلکہ دوسرے صفحہ پر بھی جاری رہی اور اسی طرح ایک مضمون شائع کیا جس کے اوپر یہ عنوان لگا تھا Panic Grips Krachi اور ان دونوں مضامین کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھو کھہا آدمی متاثر ہوئے تھے اور اپنا سب کچھ گھروں پر اسی طرح چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمام ذرائع کو بروئے عمل لا کر حکومت کو بڑی محنت کے ساتھ ان علاقوں کی نگرانی کروانی پڑی۔ تمام نیوی کی کشتیاں، پولیس کی کشتیاں جو نیول پولیس کی کشتیاں ہیں وہ سارے علاقے میں پھیل گئیں اور پولیس بھی گشت کرنے لگی لیکن اتنی Panic تھی کہ چور بھی وہاں باقی نہیں رہے وہ بھی بھاگ گئے ورنہ عموماً تھوڑی Panic کے وقت تو چوروں کی موجیں ہو جایا کرتی ہیں، وہ کہتے ہیں کوئی بات نہیں دیکھی

جائے گی۔ بالکل اسی طرح گھر چھوڑ کر لوگ بھاگے ہیں، نوکر تک بھی چلے گئے اور کوئی چوری کا واقعہ نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا خوف بھی طاری تھا اس وقت دلوں پر اور یہ بھی پتہ چلا کہ کثرت کے ساتھ اذانیں دی جانے لگیں اور اذان دینا یہ عموماً علامت ہے ہمارے ملک میں بہت بڑا خطرہ اور اس پر استغفار، ایسے موقع پر اذان دی جاتی ہے اور استغفار کی علامت ہے اس لئے لوگ سمجھتے ہیں جب اذان دی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی عذاب مقدر ہے وہ ٹل جائے گا۔

جماعت احمدیہ کے ایک شدید مخالف پروفیسر عبدالغفور صاحب جو جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں ان کے متعلق ''جنگ لاہور'' ۲؍جون نے یہ سرخی جمائی کہ وہ کہتے ہیں ''اللہ تعالیٰ طوفان کا رخ نہ موڑتے تو ہمارا کیا حشر ہوتا''۔ اور اس طوفان پر تبصرہ کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں یعنی یہ جنگ ان کی طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ انہوں نے لکھا ''کراچی چھوٹا پاکستان ہے لیکن لبنان اور بیروت بن رہا ہے جو مارشل لاء کے اس دور کا ثمرہ ہے''۔ پھر انہوں نے کہا کہ ''مسلمانوں نے تحریک پاکستان کی اس لئے حمایت کی تھی کہ بھارت میں ان کے جان و مال خطرے میں تھے''۔ انہوں نے کہا ''بھارت میں اب بھی مسلمانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے لیکن صدمہ اس بات کا ہے کہ اب پاکستان میں بھی شہریوں کے جان و مال محفوظ نہیں''۔ اور یہ وہی صاحب ہیں جن کے نزدیک جماعت احمدیہ کے جان و مال کی کوئی قدر اور کوئی قیمت نہیں ہے انسانی نگاہوں میں نہ خدا کی نگاہ میں اور بے دھڑک یہ لوگ تیاریاں کر رہے ہیں، کرتے رہے ہیں جماعت اسلامی کے کارندے اور فسادات میں ہمیشہ پیش پیش رہے اور پچھلے جو ۷۴ء کے فسادات تھے ان میں تو تمام قصبات میں جو نمایاں کردار ادا کیا ہے احرار کے علاوہ وہ جماعت اسلامی کے کارندوں نے ادا کیا تھا اور اب جب کہ خدا کی پکڑ کو اپنے سامنے دیکھا تو اس وقت ان کو خیال آیا کہ پاکستان میں لوگوں کے جان و مال محفوظ نہیں ہیں۔ یہ اللہ کی تقدیر ہی بتائے گی کہ خدا کی پکڑ کس کے جان و مال کو خطرہ لاحق ہونے کے نتیجے میں آتی ہے، جو پاکستان میں عام دستور چل رہا ہے وہ تو سال ہا سال سے اسی طرح چل رہا ہے۔ ان کو تو خدا نے خبر نہیں دی کہ یہ دس جمعہ کو کوئی واقعہ ہونے والا ہے۔ جن کے جان و مال کی خدا کو قدر تھی، جن کے جان و مال پر خدا کے پیار کی نظر تھی ان کے امام کو بتایا ہے کہ دس جمعہ کو ایک بہت بڑا خطرہ یا نشان ظاہر ہونے والا ہے جو تجلی کے رنگ میں ہوگا کیونکہ وہ چمکتا ہوا ہندسہ تھا جو بار بار دل کی

طرح دھڑک رہا تھا۔

ایک اور شدید معاند احراری اخبار ’’لولاک‘‘ جو جماعت احمدیہ کی مخالفت پر وقف ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت کے خلاف انتہائی گند بولتا ہے وہ بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا اور اداراتی سرخی اس نے جمائی ’’خدائی وارننگ‘‘ اب یہ بھی تصرف الٰہی ہے کہ جماعت کے جان و مال اور عزت کی دو بڑی دشمن جماعتیں ایک جماعت اسلامی اور ایک جماعت احرار ان دونوں کے منہ سے خدا نے یہ اقرار کروا دیا کہ یہ دس تاریخ کا واقعہ کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک غیر معمولی نشان ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وارننگ ہے اور پھر اس اداریہ میں ’’لولاک‘‘ کے مدیر لکھتے ہیں۔

> ’’ہمیں بار بار سوچنا چاہئے کہ ہم کہاں کہاں اور کیسے خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اہل کراچی کو آپس کی سر پھٹول اور باہمی مخاصمت چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالانا چاہئے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کا عہد کرنا چاہئے۔ وہ خوش قسمت ہیں کہ ایک بڑی آزمائش سے بچ گئے یہ سمندری طوفان ان کے لئے خدائی وارننگ ہے‘‘۔

ان کے لئے نہیں تمہارے لئے بھی خدائی وارننگ ہے بلکہ تمہارے لئے زیادہ ہے کیونکہ یہ تمہاری ہی سکھائی ہوئی تدبیریں ہیں جن کو بروئے کار لا کر پاکستان میں خدا کے نام پر مظالم توڑے جا رہے ہیں اور وہ لوگ جن کا قصور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انہوں نے یہ کہا ربنا اللّٰہ اللہ ہمارا رب ہے، تم ہمارے رب نہیں ہو ان کو اس قصور کے نتیجہ میں طرح طرح کی سزائیں دی جا رہی ہیں۔ تو جو ان حرکتوں کے علمبردار ہیں ان کے لئے وارننگ ہے۔

یہ تو پاکستان کے جنوب میں واقع ہونے والا ایک نشان تھا۔ اب شمال کی خبر سنیں وہاں کی اطلاعات کے مطابق جو اخبارات میں بڑی بڑی نمایاں سرخیوں کے طور پر شائع ہوئیں اور پھر اس کے ساتھ مضامین بھی آئے ۳۱ رمئی بروز جمعہ دس رمضان المبارک کو افغانستان کے Mig21 ہوائی جہازوں نے چترال میں دروش کے مقام پر جو چترال کا دوسرا بڑا شہر ہے ایک بھر پور حملہ کیا۔ اسمبلیوں اور اخباروں میں خوب شور اور غوغا اور نالہ و فریاد کئے گئے، صوبہ سرحد کے اخباروں نے شہ سرخیاں جمائیں، صوبہ سرحد کے گورنر اور وزیر اعلیٰ وہاں پہنچے۔ یعنی یہ کوئی معمولی عام بمباری کا واقعہ نہیں تھا

بلکہ غیر معمولی قومی سطح کی اہمیت کا واقعہ تھا اور اس کے بعد صدر ضیاء الحق صاحب خود وہاں پہنچے اور وہاں جا کر انہوں نے جو بیان دیا ہے اخباروں میں وہ شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ صدر ضیاء الحق صاحب کو بھی آپ جانتے ہیں کوئی جماعت کے ہمدردوں میں سے نہیں ہیں۔ تو حکومت کی سطح پر جو شرارت کروانے والے لوگ ہیں ان کو بھی خدا نے نشان دکھایا اور ان سے اقرار کروایا کہ دس رمضان کا جو جمعہ ہے یہ تمہارے لئے ایک تنبیہ کے طور پر آیا ہے اور اس کو نظر انداز نہ کرو۔ انگلستان کی ٹیلی ویژن جو ITV کہلاتی ہے اس نے بھی ایک خاص رنگ میں اس خبر کو دکھایا جنرل ضیاء الحق صاحب کی تصویر بھی دکھائی اور یہ اعلان کیا کہ پاکستان کے بارڈر کے نزدیک روس نے بمباری کی ہے جو غالباً افغانستان اور پاکستان کی سرحد کے قریب تھی یہ کہنے کے بعد نیوز کاسٹر نے یہ فقرہ بولا General Zia of Pakistan flew himself to examine the bomded area and it was on the Friday 31st of May۔ اب یہ فقرہ کہنا It was on the Friday 31st the May یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے نمایاں طور پر نکلوایا اور اس دن کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔

پس جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے وہ تو پہلے ہی انتظار میں لگے ہوئے تھے، دیکھ رہے تھے اور ان کا دل چاہتا تھا کہ کچھ ظاہر ہو اور ہم اپنے دوستوں اور ان لوگوں میں جن میں تشہیر کر چکے ہیں ان کو کہہ سکیں کہ دیکھو یہ خدا کی طرف سے ایک نشان تھا جو ظاہر ہو گیا اس لئے دشمن کہہ سکتا ہے کہ یہ ان کی خوش فہمیاں تھیں Wishful Thinking تھی۔ چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے کچھ ہوا اور انہوں نے کہہ دیا کہ دیکھو ہو گیا ہو گیا لیکن ضیاء الحق صاحب تو نہیں چاہتے کہ کچھ ہو جائے ''لولاک'' کے مدیر تو نہیں چاہتے تھے کہ کچھ ہو جائے، جماعت اسلامی کے سربراہ تو نہیں چاہتے تھے کچھ ہو جائے۔ ان کی تو نگاہیں خدا نے دس مئی پر ہی مرکوز رکھیں اور وہ بھول ہی گئے کہ دس رمضان کا بھی ایک جمعہ آنے والا ہے۔ اگر ان کے وہم وگمان میں بھی یہ بات آ جاتی کہ جماعت احمدیہ اسے خدا تعالیٰ کے ایک نشان کے طور پر پیش کرے گی تو شاید قیامت بھی ٹوٹ پڑتی تو وہ منہ سے کچھ نہ بولتے یا اپنے قلم سے کچھ نہ لکھتے۔ تو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک واضح نشان تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے نتیجہ میں پورا بھی ہوا اور ایک رنگ میں عذاب ٹل بھی گیا۔

جب اس سلسلہ میں میں نے غور کیا تو قرآن کریم کی ان دو آیتوں کی طرف میرا دھیان گیا جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ(الزخرف:۴۸) حضرت موسیٰ کا ذکر چل رہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب وہ ان کے سامنے کھلے کھلے نشانات لے کر آیا تو اچانک وہ استغفار کرنے کی بجائے مذاق کرنے لگے اور تمسخر میں مبتلا ہو گئے ۔ یہ واقعہ ایک دفعہ نہیں ہوا، دو دفعہ نہیں ہوا، تین دفعہ نہیں ہوا، بار بار اسی طرح ہوتا رہا قوم کے سامنے خدا تعالیٰ کی ظاہری تجلیات بار بار ظاہر ہوتی رہیں اور ہر دفعہ قرآن کریم کے بیان کے دوسرے حصوں سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی تو وہ حضرت موسیٰ سے یہ عرض کرتے تھے کہ تو اپنے رب سے کہہ کہ وہ اس عذاب کو ٹال دے تو پھر ہم تجھے مان جائیں گے اور جب عذاب ٹل جاتا تھا تو پھر اسی طرح اپنی پرانی باتوں میں مصروف ہو جاتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس طرح ہوتا رہتا ہے اور بعض لوگ کہتے تھے کہ یہ تو ان لوگوں کی نحوست ہے جو ہمارے اوپر ہے اس کے سوا اس کی کوئی حیثیت نہیں ۔تو یہ ساری باتیں جو گزشتہ قومیں دیکھ چکی ہیں جب اپنی باری آتی ہے تو پھر یہ قومیں انہی حالات میں سے اسی طرح آنکھیں بند کر کے گزرتی ہیں جس طرح ایک بھیڑ جب کسی جگہ سے سر جھکا کر گزرے تو پچھلی ساری بھیڑیں بھی وہیں سے سر جھکا کر گزرتی ہیں اور اسی وجہ سے بھیڑ چال کا محاورہ شروع ہوا ہے۔

اور عجیب ہے انسان اس تاریخی مطالعہ سے حیران ہو جاتا ہے کہ ہزاروں سال کی انسانی تاریخ یہ بتا رہی ہے کہ ایک دفعہ بھی کسی قوم کو استثنائی طریق اختیار کرنے کی توفیق نہیں ملی سوائے ایک قوم کے جس کو خدا نے پوری طرح ایک انذار کے نتیجے میں استغفار کی توفیق عطا فرمائی اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی جس کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے یعنی حضرت یونس بن متیؑ کی قوم اور رباقی تمام قوموں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ وہ بلا استثناء اسی طریق پر چلتی رہیں ۔نشانات آتے تھے تو مذاق اڑاتے تھے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور تمسخر کا طریق اختیار کرتے تھے ،حادثات قرار دے دیا کرتے تھے یا بدشگونی تھے ان لوگوں سے جن پر ظلم کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ ان سے ناراض ہوتا تھا ۔ پھر آگے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ۔ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۞ (الزخرف:۴۹) کہ جب ہم پکڑ سکتے ہیں ایک ہی عذاب کے ساتھ اور ایک ہی تجلی کے جلوے سے قوموں کا صفایا کر سکتے ہیں اور پہلے کرتے بھی رہے ہیں تو پھر

جب ہم یہ طریق اختیار کرتے ہیں کہ تدریجی نشان ظاہر کریں تو اس میں حکمت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہ طریق موسیٰ کے ساتھ اختیار کیا کہ وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا کہ ہم رفتہ رفتہ نشان ظاہر کر رہے تھے اور ہر اگلا نشان پہلے نشان سے زیادہ بڑھ کر تھا اور پھر اس کے بعد آنے والا نشان اس سے زیادہ آگے بڑھ کر تھا اور پھر اس کے بعد آنے والا نشان اپنی پکڑ میں اس سے بھی زیادہ بڑھ کر نمایاں اور سخت تھا فرماتا ہے کس لئے؟ اس لئے نہیں کہ جس طرح ظالم آدمی کسی کے ساتھ کھیل کھیلتا ہے اور اس کو دکھ پہنچانے کیلئے ذہنی عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے ایسی حرکتیں کرتا ہے یہ تو رحمٰن خدا کا کلام ہے۔ اس کی تدبیر ہے وہ ہرگز ظلم کی خاطر ایسے افعال نہیں کیا کرتا۔ فرماتا ہے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ اس لئے ہم ایسا کرتے ہیں تا کہ انہیں واپس لوٹنے کا موقع مل جائے، وہ دیکھیں اور سمجھیں اور غور کریں اور نصیحت پکڑیں تا کہ جتنے بھی ان لوگوں میں سے بچ سکتے ہیں وہ بچ جائیں۔ پس اس سے میں یہ سمجھتا ہوں ان تمام امور پر غور کرنے کے بعد کہ دس جمعۃ المبارک رمضان شریف میں جو واقعہ رونما ہوا ہے اس کے یہ پہلو کھل کر اب سامنے آ گئے ہیں۔ اول اِن نشانوں کا ایک سلسلہ جاری ہوا ہے جو وہیں رُک جانے والا نہیں اور جب میں غور کرتا ہوں اس نظارے پر جو میری آنکھوں کے سامنے ابھی بھی اُسی طرح روشن ہے کہ گھڑی کا دسواں ہندسہ دھڑک رہا تھا روشن الفاظ میں۔ روشنی، تجلی کا بھی نشان ہوتی ہے اور رحمت کا بھی نشان ہوا کرتی ہے یعنی روشنی بعض دفعہ عذاب کی تجلی کا بھی نشان ہوتی اور بعض دفعہ تبشیر کی تجلی کا بھی نشان ہوتی ہے تو اس ہندسے کا دھڑکنا بتاتا ہے کہ یہ ایک دفعہ ہونے والا واقعہ نہیں ہے اس کا آغاز دسویں جمعہ کو جو چاند کی دسویں ہوگی اس سے ہوگا اس جمعہ کو یہ بات شروع ہو جائے گی اور پھر یہ نشان دھڑکے گا اور بار بار رونما ہوگا اور قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ خوشخبری ملتی ہے کہ اس لئے ہوگا تا کہ قوم میں جو لوگ ہدایت پانا چاہتے ہیں جن کے مقدر میں ہدایت ہے ان کو خدا تعالیٰ اس کا موقعہ عطا فرما دے۔ دوسرا میں اس سے یہ سمجھا ہوں کہ پاکستان کو جو خطرات درپیش ہیں ان کی نشان دہی کر دی گئی ہے کہ کہاں کہاں سے وہ خطرے ہیں۔

ایک پاکستان کو جنوب سے خطرہ درپیش ہوگا اور جس طرح سمندری طوفان کی صورت میں یہ تنبیہ کی گئی بعید نہیں کہ وہ خطرہ سمندر ہی کی طرف سے درپیش ہو وہ کس شکل میں ہوگا یہ ہم ابھی نہیں

جانتے جب ظاہر ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تقدیر خود کھول کر بتا دے گی لیکن جو خطرہ جنوب سے پاکستان کو پیش آنے والا ہے وہ سمندر سے تعلق رکھنے والا خطرہ مجھے معلوم ہوتا ہے کیونکہ سمندر کی ایک غیر معمولی حرکت کے ذریعہ خدا نے اس تجلی کو ظاہر فرمایا جو عموماً اس علاقے میں دیکھی نہیں جاتی جو جغرافیہ کی تاریخ کے لحاظ سے ایک بالکل اجنبی بات تھی اور شمالی سرحد سے ہوائی خطرہ ہے پاکستان کو۔ گو آسمانی نشان کے طور پر تو دونوں ہی نشان ظاہر ہونگے لیکن اس کا ظاہری فضا میں بھی آسمان سے تعلق معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ خطرہ ایک ہوائی حملہ کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔ پس یہ باتیں تو ہم بہت کھل کر اب دیکھ رہے ہیں کہ یہ مراد تھی اور آنے والے وقت نے یہ بات واضح کر دی کہ یہی رنگ ہے اس پیشگوئی کا اور ابھی یہ ختم نہیں ہوئی بلکہ جاری ہوئی ہے۔

اس کے بعد میں جماعت کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں بہت سے کراچی کے دوستوں نے جو خطوط لکھے ان میں اگر چہ بھاری اکثریت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ نشان ظاہر تو ہوا مگر اس نے نقصان نہیں کیا اور ہم بہت خوش ہیں کہ لاکھوں جانیں بچ گئیں کیونکہ اندازہ یہ تھا کہ اگر یہ واقعۃً پوری طرح خطرہ درپیش آجاتا تو معمولی نقصان نہیں تھا بلکہ لکھوکھہا جانیں تلف ہوسکتی تھیں۔ پچاس فٹ اونچی سمندر کی لہر تھی جو تقریباً سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کراچی کی طرف بڑھ رہی تھی اور یہ جو اخبارات میں نے دیکھے ہیں ان میں لکھا ہے کہ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ سو میل یا اس سے زائد اس کے پیچھے رہ گئی تھی جب رخ پلٹا ہے، بعض نے لکھا ہے کہ صرف پچاس میل قریب آکر یعنی نصف گھنٹہ کا فرق رہ گیا تھا تو پھر وہ مڑی ہے اور جو تنبیہات کی گئیں ان میں صبح دس بجے کے وقت اس کا پہنچنا بھی بتایا گیا تھا کہ اگر یہ پہنچ جاتا تو صبح دس کے لگ بھگ اس نے کراچی کو Hit کرنا تھا اب پچاس فٹ اونچی سمندری لہریں جو سو میل کی رفتار سے آگے بڑھ رہی ہوں اس نے تو کراچی کے میل ہا میل تک کلیۃً صفایا کر دینا تھا اس علاقے سے نام و نشان شہر کے اس علاقے سے مٹ جانے تھے۔ تو اس لئے جو سمجھدار ہیں جو صاحب دل لوگ ہیں وہ مجھے خط لکھتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اللہ نے فضل فرمایا اور ایک نشان پورا بھی فرما دیا ہماری سرخروئی بھی کر دی اور بنی نوع انسان کو ایک بڑے دکھ سے بھی بچا لیا لیکن بعض نوجوان بیچارے جو یہ حکمتیں نہیں سمجھتے یا پوری تربیت نہیں رکھتے بہت چند ہیں گنتی کے مگر انہوں نے یہ لکھا کہ اللہ میاں نے جب یہاں تک پہنچا دیا تھا تو آگے تک جاتے کیا

تکلیف تھی ۔ پچاس میل رہ گیا تھا خدا کو آگے کیا حرج تھا آگے کر دیتے تو پھر ذرا اور ہوتا ۔ان کو اندازہ نہیں کہ دکھ کیا چیز ہے اور قومی دکھ کیسے کیسے خوفناک نتائج پیدا کرتا ہے اور ان کو پتہ نہیں کہ اللہ رحیم وکریم ہے نشانات ظاہر ہوتے ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے لیکن جن کی خاطر نشان ظاہر ہوتے ہیں ان کا دل نشانات کے ظاہر ہونے سے زیادہ قوم کی ہمدردی میں مبتلا ہوتا ہے۔

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریق تھا جو صحابہ کی روایات سے ثابت ہے کہ بعض موقع پر جب ایک شدید معاند کی ہلاکت کی آپ نے خبر دی اور وہ دن قریب آرہا تھا تو صحابہ ساری ساری رات اٹھ کر روتے اور گریہ زاری کرتے تھے کہ اے خدا یہ نشان ظاہر فرمادے پکڑا جائے، پکڑا جائے ۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپؑ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر یہ دعائیں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بچالے، نہ پکڑا جائے، نہ پکڑا جائے نہ پکڑا جائے اور ہدایت نصیب ہوجائے پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔**

ع جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بے تاب ہے (درّثمین صفحہ:۶۸)

کہ مجھے خبر دی ہے میری سچائی کے نشان کے طور پر اور میرا ہی دل بے تاب کر دیا ہے کہ اے خدا یہ کیا ہوگا کیوں لوگ ہلاک ہوں گے؟ کیوں نہ ہو؟ کس کے غلام تھے؟ محمد عربی ﷺ کے جن کے دل پر نظر ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:۴)

جن کے انکار پر ان کی ہلاکتوں کی خبر میں تمہیں دے رہا ہوں، اے میرے پیارے تیرے دل کا کیا حال دیکھ رہا ہوں تو اس غم میں ہلاک کر رہا ہے خود اپنے آپ کو کہ یہ لوگ انکار کے نتیجہ میں پکڑے نہ جائیں اور ہلاک نہ ہو جائیں۔

تو یہ رستہ جو الٰہی جماعتوں کا رستہ ہے اس پر چلنے کے لئے اسلوب بھی تو وہی ہونے چاہئیں اطوار بھی تو انبیاء سے ہی سیکھنے چاہئیں۔پس آپ ان رستوں پر ڈالے گئے ہیں اور آپ نے ان رستوں پر آگے بڑھنا ہے۔ میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے نشانات تو مانگیں لیکن اس نیت سے مانگیں کہ اللہ تعالیٰ قوم کے بڑے حصہ کے لئے ہدایت کے سامان پیدا فرمادے اور آپ کے لئے تقویت ایمان کے سامان پیدا فرمادے۔ انتقام اور غضب کے راہ سے نشانوں کا مطالبہ کرنا درست

نہیں۔اس لئے جس رستہ پر چل رہے ہیں یہ تو انبیاء کا رستہ ہے انبیاء کے دل لے کر آگے بڑھیں اور خدا سے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہی اسلوب عطا فرمائے جو نبیوں کو خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے کیونکہ ان کی طرف منسوب ہونے والوں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور قوم کو سمجھ اور فہم کی توفیق عطا فرمائے۔قوم کو توفیق عطا فرمائے کہ خدا تعالیٰ نے جو ڈھیل کی راہ اختیار کی ہے اور رفتہ رفتہ اپنی پکڑ کو زیادہ سخت کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اس فیصلہ کو اب سمجھیں آج وقت ہے سمجھنے کا اگر دیر کی تو پھر معاملہ ہاتھ سے جاتا رہے گا۔وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ (صٓ :۴) کا وقت آجائے گا اور غور کریں کہ یہ معمولی بات نہیں۔دسمبر کے آخر پر ایک عاجز بندے کو خدا تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ دس جمعۃ المبارک کو کچھ ہونے والا ہے۔کس کے اختیار میں ہے ہم تو ایسے بے اختیار لوگ ہیں کہ پردیس میں نکالے گئے اور کوئی اختیار نہیں ہے۔وہاں کے حالات پر ہمارا کوئی اختیار نہیں،سمندر کی طاقتوں پر کوئی اختیار نہیں،لوگ ہنسنے اور مذاق اڑانے کے لئے تیار بیٹھے تھے، بے بس تھے اور ایک لمحہ کے لئے میرے دل میں خیال آیا کہ اگر میں اس کا اعلان کر دوں تو بہت بڑی ذمہ داری ہے۔اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے بعض دفعہ وہ نشانوں کو ٹال بھی دیتا ہے،جماعت پہلے ہی دکھوں میں مبتلا ہے،لوگ ہنسیں گے اور مذاق اڑائیں گے لیکن اس وقت میرے دل نے مجھے بتایا کہ یہ بھی ایک قسم کا شرک ہے خدا کی مرضی ہے وہ بتائے اور نہ پورا کرے۔انبیاء کی شان کے مطابق غلاموں کو بھی وہی رنگ اختیار کرنے چاہئیں اس لئے وہ اس بات سے نہیں ڈرتے تھے کہ دنیا مذاق اڑائے گی یا نہیں اڑائے گی کیا کہے گی؟ بے پرواہ ہو کر ناممکن باتیں کہہ دیا کرتے تھے اور بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی تھی۔تو اس وقت مجھے بڑی سخت میرے نفس نے زجر و توبیخ کی کہ یہ ایک لمحہ کے لئے جو وہمہ تمہارے دل میں آیا ہے اگر چہ بظاہر نیکی کے نام پر آیا ہے کہ جماعت کے لئے مشکل نہ پڑے یہ بھی غیر اللہ کی ملونی کا ایک قسم کا شائبہ رکھتا ہے اس لئے استغفار کرو۔چنانچہ میں نے بہت استغفار کی اور پھر بالکل پرواہ نہیں کی کہ کیا ہوتا ہے جو خدا نے مجھے دکھایا امانت کے طور پر میں نے جماعت کے سامنے پیش کر دیا اور جو ظاہر ہوا ہے یہ سمندر کی طرف سے بھی ظاہر ہونا شمال سے بھی ظاہر ہونا جنوب سے بھی،سمندر سے بھی اور ہوا سے بھی اور پھر معاندین احمدیت کا اس کو نشان اور تنبیہ قرار دے دینا اب جو چاہیں کر لیں اب یہ قلم سے نکلی ہوئی تحریریں اور زبان سے نکلے ہوئے کلمات اب

واپس نہیں لے سکتے۔

اس لئے خدا کا نشان تھا جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا اور ہمارے دل اس کے لئے شکر اور حمد سے لبریز ہیں مگر ساتھ میں آپ کو تنبیہ کرتا ہوں کہ دعائیں کریں اور استغفار کریں اور قوم کا برا نہ چاہیں۔ قوم کی غلطیاں ہیں اس میں کوئی شک نہیں لیکن ہم میں سے بھی تو بے شمار گناہ گار ہیں، ہم کون سا خدا کے سب حکموں پر پوری طرح عمل پیرا ہوتے ہیں، وہ بڑا رحمٰن اور رحیم ہے اگر ہم اپنی ذات کے لئے نہیں چاہتے کہ ہمارے گناہوں کو خدا فوراً پکڑ لے اور ہماری پردہ دری کردے اور ہمیں ان گناہوں کے نتیجہ میں ہلاک کرے تو غیروں کیلئے ہم کیوں یہ چاہیں اس لئے کہ انہوں نے ہمیں دکھ پہنچایا ہے؟ اللہ کا تو بڑا حوصلہ ہے اس کی آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے مکروہ کام کئے جاتے ہیں اور اس کے باوجود وہ پکڑ میں ڈھیل کرتا چلا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ فرماتا ہے جو اعمال انسانوں نے کئے ہیں دنیا میں یا کر رہے ہیں اگر ہم ان اعمال کی جزا دینے کا فیصلہ کر لیتے تو صرف انسان نہیں زمین سے صفحۂ ہستی سے زندگی کا نشان مٹا دیتے کوئی دابۃ نہ رہنے دیتے یہاں تو اس اللہ کی محبت کے دعوے اور پھر دل میں یہ تمنا کہ تماشہ ہو جائے۔ تماشوں کے لئے آپ نہیں پیدا کئے گئے۔

صرف اتنا حق ہے اور یہ ہمارا حق ہر الٰہی جماعت کا حق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے نشان مانگیں اور دعا یہ کریں کہ وہ نشان رحمت کے نشان ہوں اور اگر عذاب کے نشان ہی مقدر ہیں مخالفین کے لئے تو اے خدا! اس رنگ میں وہ نشان ظاہر فرما کہ ائمۃ الکفر تو پکڑے جائیں اور عبرت کا نشان بن جائیں لیکن بھاری اکثریت عوام الناس کی جو اس لحاظ سے معصوم ہے کہ کچھ بھی نہیں جانتی جس طرف ان کو ڈال دیا جاتا ہے بھیڑ بکریوں کی طرح چلتے رہتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے بچالے اور اپنی پکڑ سے محفوظ رکھے اور ان کے لئے یہ عبرت کے نشان ہدایت کا موجب بن جائیں۔ یہی تمنا ہونی چاہئے یہی میرے دل کی تمنا ہے یہی میں چاہتا ہوں کہ آپ کے دل کی تمنا ہو یہی دعائیں ہیں جو آپ کو جاری رکھنی چاہئیں۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے فرمایا:

آج جمعہ کے بعد ایک مخلص نوجوان کی نماز جنازہ ہوگی۔ یہ نبی سر روڈ میں تھے ہمارے ایک

بہت ہی مخلص فدائی احمدی دوست جو امیر جماعت رہے ہیں گوجرانوالہ کے اور 1974ء میں انہوں نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی تھی چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ان کے چھوٹے بھائی ہیں، چوہدری عبدالحمید صاحب۔اور ان کے ایک بھائی اعجاز احمد صاحب جو ایک بہت ہی مخلص کارکن ہیں ان کے متعلق یہ افسوس ناک اطلاع ملی ہے کہ وہاں چونکہ کنری کے علاقے میں خدمت کے وقت انہوں نے غیر معمولی بھاگ دوڑ کی اور بہت ہی زیادہ اپنی جان مار کر اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کے لئے دن رات پھرتے تھے، معلوم ہوتا ہے کہ ان کی صحت میں پہلے ہی سے کمزوری تھی تو اچانک ایک دن ان کا ہارٹ فیل ہو گیا اور عمر صرف ۲۴۔۲۵ سال ہی تھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں تو ان کے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں گے۔نماز جنازہ ان کی جمعہ کے بعد ہوگی۔